پیغام اقبال*

سرجیت سنگھ لانبہ

لوگ جبریل پہ کرتے ہیں گمان اقبال
مجھ کو اقبال پہ ہوتا ہے گمان جبریل

سب سے پہلے میں اپنا مختصر سا تعارف کروا دوں میں کوئی ادیب ہوں نہ شاعر، نقاد ہوں نہ محقق بس سینے میں ایک محبت بھرا دل اور منہ میں ایک ٹوٹی پھوٹی زبان رکھتا ہوں کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے میں جو کچھ آپ کو نظر پڑتا ہوں وہ بعد میں ہوں، پہلے ایک انسان ہوں اور اس فخر انسانیت کا تہ دل سے احترام کرتا ہوں جو آفتاب ہدایت بن کر فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اور جس کی شعاعوں سے مشرق و مغرب جگمگا اٹھے۔ برصغیر ہند بھی اس روشنی سے محروم نہیں رہا اور یہاں بھی دین برحق کے داعیوں نے اپنی بساط درویشی آراستہ کی اور وہ پیغام جو ایک نبی امی نے دیا تھا اس کو دھڑکن دھڑکن پہنچایا اقبال بھی اسی پیغام کا نقیب ہے

آج سے بیالیس سال پہلے علامہ اقبال اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے لیکن دھڑکتے ہوئے دلوں اور دمکتے ہوئے ذہنوں میں وہ آج بھی زندہ ہیں وہ ساز خاموش ہو گیا لیکن اس کی جھنکار ابد تک سنائی دیتی رہے گی وہ پھول مرجھا گیا لیکن اس کی خوشبو ہر عہد کو مہکاتی رہے گی علامہ کا یہ شعر آج ان پر صادق آتا ہے

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے

کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیانے رہے

بموقعہ یوم اقبال 21 اپریل 1980 پڑھا گیا

---

1 ''کلیات اقبال اردو'' (''بانگ درا'') ص 187

اقبال جیسی عظیم شخصیتیں صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہیں ان کی عظمت اور بلندی ہمارے خراج کی محتاج نہیں بلکہ ہم ایسا کر کے اپنے باشعور اور بیدار ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں میں کوئی اتنا باشعور تو نہیں لیکن علامہ کا ایک ادنی سا عاشق ضرور ہوں 9 اپریل کی دوپہر کو جب میں نے سرحد پار کر کے اس دھرتی پر قدم رکھا تو میری پہلی منزل مزار اقبال تھی بھگتی پلکوں کے ساتھ میں نے وہاں سورہ فاتحہ پڑھی، پھر ایک نعت شریف اور اقبال کا بہت سا کلام ان کی بارگاہ روح میں پیش کیا اور یوں میری دیرینہ خواہش کی تکمیل ہوئی۔

دراصل علامہ اقبال کسی ایک قوم یا ملک کے شاعر نہیں تھے نہ ہی ان کو شاعر ہندوستان یا شاعر پاکستان کہ کر ان کی لامحدود شخصیت کو محدود کیا جا سکتا ہے سورج مشرق سے ضرور نکلتا ہے لیکن اس کی وراثت نہیں بن جاتا مغرب والوں کا بھی اس پر پورا حق ہے یہ صحیح ہے کہ علامہ اقبال کے اشعار کی بنیاد قرآن مجید ہے اور مسلمان ان کے مخاطب ہیں لیکن قرآن مجید کی تعلیمات اور اصول تمام نوع انسان کی رہ نمائی کے لیے ہیں، کسی ایک فرد کے لیے نہیں میں خود قرآن شریف کی عظمت کا قائل ہوں اور دل سے اس مقدس کتاب کا احترام کرتا ہوں اگر دنیا کا کوئی فرد یہ سمجھتا ہے کہ علامہ اقبال اس کی وراثت ہیں یا علامہ اقبال کا پیغام صرف مسلمانوں کے لیے ہے تو میں معذرت کے ساتھ گزارش کروں گا کہ میں ایسے کسی اقبال کو نہیں

جانتا میں تو اس اقبال کا مداح ہوں جس کا پیغام یہ ہے کہ:

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ دنیائے ادب سے میرا کوئی تعلق نہیں لیکن وہ جو اپنی ذات میں علم و ادب کی ایک انجمن تھا اس کے حلقہ بگوش ہونے کا شرف رکھتا ہوں میری اس مرد قلندر کے ساتھ والہانہ محبت میں بھی میرا کوئی دخل نہیں یہ بھی اس کے فلسفہ خودی، اس

---

2 ایضاً ص 141

کے انداز فقر اور اس کے جذبہ عشق کا اعجاز ہے جو اس کے کلام کی بدولت مجھ تک پہنچا اور آج مجھے یہ عزت ملی کہ مجھ جیسے کم سخن کو اس کے حضور چند حروف پیش کرنے کا موقعہ ملا فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی منزلیں تو بہت کٹھن ہیں میں تو فنا فی الاقبال ہی ہو سکا ہوں اب یہ راستہ مجھے کہاں تک لے جاتا ہے، یہ لے جانے والا جانے

کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت، وہ بے نیاز کرے

---

3 ایضاً ص 106

☆☆☆☆☆

محمد اقبال کا قلمی چہرہ*

خواجہ حسن نظامی

سرو قد، گندمی رنگ، پر تمکنت چہرہ، داڑھی صاف، آنکھیں ایسی نشیلی کہ ایک آنکھ میں حافظ کا مے کدہ ہے تو دوسری میں شعر خیام کا خم خانہ، جسم پنجابی، دماغ فلسفی، خیال صوفی، دل مسلمان، مسلک حق پسندی، خدمت مذہب، مسلمانوں کی بہبودی، مزاج میں سنجیدگی، متانت اور استقلال۔۔۔۔مسلمان کی نظر میں محبوب اور ہندو کی نظر میں اپنی صاف بیانی کی وجہ سے غیر محبوب ان کی قابلیت کو سوئی ہوئی قوم کو جگانا خوب آتا ہے اگر یہ پیدا نہ ہوتے تو حالی کی شاعری کے گلشن میں کبھی بہار نہ آتی۔

---

*منقول از سید نذیر نیازی، ''دانائے راز'' (لاہور: اقبال اکادمی، 1979ص 260

☆☆☆☆☆☆